4

مالیاتی پالیسی

مالی سال 22 ء کے مقابلے میں مالی سال 23 ء کے دوران مالیاتی اور بنیادی توازن میں کچھ بہتری آئی، تاہم بجٹ کے اہداف کا حصول بہت دور رہا۔ گذشتہ سال کی نسبت بہتری کی بنیادی وجہ غیر سودی اخراجات کی نمو میں کمی تھی۔ دوسری جانب محصولات کا توازن خراب ہوا کیونکہ اخراجاتِ جاریہ میں ہونے والا اضافہ مجموعی محصولات میں اضافے سے بڑھ گیا۔ محصولات کے اندر نان ٹیکس محصولات میں خاصا اضافہ ہوا جس کی وجہ پی ڈی ایل کی زیادہ وصولی تھی جبکہ طلب اور معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور درآمدات میں کمی کی وجہ سے ٹیکس محاصل کم جمع ہوئے۔ ٹیکس کی وصولی میں ہونے والا تمام اضافہ براہ راست ٹیکسوں کی وجہ سے ہوا، جسے بینک منافع میں اضافے سے سہارا ملا اور فرموں پر بھی پہلے سے زیادہ سپر ٹیکس عائد کیا گیا۔ اخراجات بڑھنے کی بنیادی وجہ شرح سود میں اضافہ اور قرضوں کے اسٹاک، خاص طور پر رواں شرح والے قرضے کی بنا پر سودی ادائیگیوں میں نمایاں اضافہ تھا، تاہم غیر سودی اخراجات کی نمو کم ہوگئی۔ مزید برآں، صوبائی فاضل رقم، اگرچہ مالی سال 22 ء سے کم رہی، تاہم اس نے مجموعی مالیاتی خسارہ محدود رکھنے میں مدد کی۔

4 مالیاتی پالیسی

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ[1]

مالی سال 23ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 7.7 فیصد تھا جو مالی سال 22ء کے 7.9 فیصد سے قدرے کم تھا، تاہم 4.9 فیصد کے بجٹ ہدف اور 7.0 فیصد کے نظر ثانی شدہ تخمینے سے خاصا زیادہ تھا (**شکل 4.1 الف**)۔ اہم بات یہ ہے کہ مجوزہ مالیاتی استحکام حاصل نہ کیا جا سکا کیونکہ بنیادی خسارہ جی ڈی پی کا 0.8 فیصد تھا، جبکہ بجٹ کی فاضل رقم جی ڈی پی کا 0.2 فیصد تھی (**شکل 4.1 ب**)۔ یہ امر مالی سال 22ء میں ہونے والے 3.1 فیصد بنیادی خسارے کے مقابلے میں بہتری کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، مالی سال 23ء میں محصولات کا خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 5.8 فیصد ہو گیا، جو مالی سال 22ء میں 5.2 فیصد رہا تھا (**شکل 4.1 ج**)۔

مالی سال 23ء میں مجموعی اخراجات 21.5 فیصد بڑھ گئے جبکہ گذشتہ سال یہ 29.0 فیصد بڑھے تھے۔[3] اخراجات میں سست نمو کی بڑی وجہ کم گرانٹس اور زرِ اعانت تھیں۔ اس کے علاوہ غیر سودی اخراجات کی نمو میں کمی کے ساتھ ساتھ مجموعی ترقیاتی اخراجات اور خالص قرضوں کی نمو میں سست روی بھی ایک وجہ تھی۔ تاہم، سود کی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافے نے اخراجاتِ جاریہ میں گرانٹس اور زرِ اعانت میں کمی کے اثرات کو پوری طرح زائل کر دیا۔ قرضوں کا اسٹاک اور شرح سود بڑھنے کے پس منظر میں ملکی اور بیرونی دونوں قرضوں پر سود کی ادائیگیوں میں اضافہ ہوا۔

مالی اظہاریوں، مالیاتی اور بنیادی خساروں میں مالی سال 22ء کے مقابلے میں آنے والی بہتری کی وجہ غیر سودی اخراجات میں نمایاں کمی ہے۔ مزید برآں، مجموعی طور پر صوبوں نے مالی سال 23ء میں جی ڈی پی کا 0.2 فیصد فاضل رقم حاصل کیا، جو اگرچہ گذشتہ برس کے 0.5 فیصد سے کم ہے، تاہم اس نے بنیادی اور مجموعی مالیاتی خسارے پر قابو پانے میں مدد دی۔[2] تاہم، آمدنی کے توازن میں بگاڑ سود کی زائد ادائیگیوں کی وجہ سے آیا جس سے اخراجاتِ جاریہ میں اضافہ مجموعی آمدنی میں اضافے سے آگے نکل گیا (**جدول 4.1**)۔

نمو سست پڑنے کے باوجود اخراجات آمدنی میں اضافے کے مقابلے میں زیادہ رہے، جس میں کچھ تیزی بھی ریکارڈ کی گئی۔ محصولات کی نمو میں تیزی کا بڑا سبب پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولی بڑھنے کی وجہ سے نان ٹیکس آمدنی میں اضافہ ہے حالانکہ پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں کمی ہوئی تھی۔ اسٹیٹ بینک کے منافع، جو نان ٹیکس آمدنی کا ایک اہم جزو ہے، کی منتقلی میں کمی ہوئی جس کی وجہ اسٹیٹ بینک ایکٹ میں ترامیم کے بعد اس منافع کی منتقلی کا طریقہ کار تبدیل ہونا ہے۔ دوسری جانب ٹیکس آمدنی میں اضافہ نمایاں طور پر کم ہو گیا۔ درآمدات میں کمی، معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور سیلاب نے

شکل 4.1 الف: مالیاتی توازن

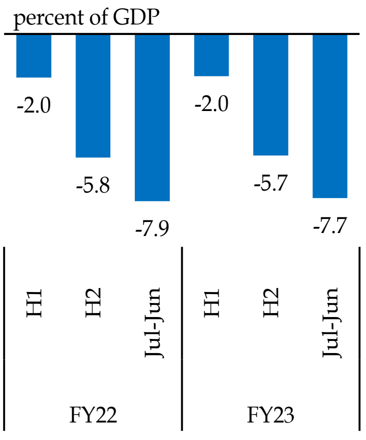

شکل 4.1 ب: بنیادی توازن

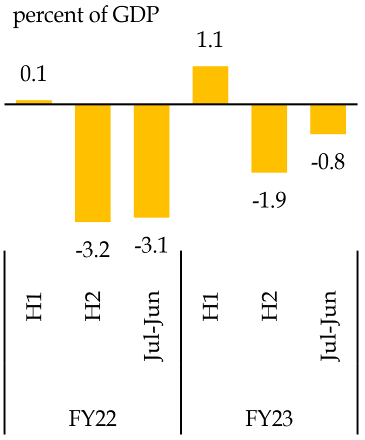

شکل 4.1 ج: محاصل کا توازن

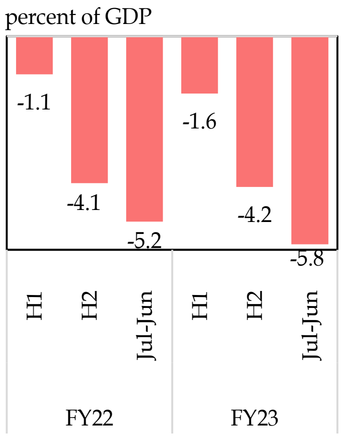

Sources: Ministry of Finance, and SBP calculations

---

[1] مجموعی محاصل میں سے مجموعی اخراجات منہا کرنے سے حاصل شدہ رقم مالیاتی توازن کہلاتی ہے، بنیادی توازن مالیاتی توازن میں سے سود کی ادائیگیاں نکال کر حاصل کیا جاتا ہے، جبکہ محاصل کا توازن حاصل کرنے کے لیے مجموعی محاصل میں سے مجموعی اخراجات جاریہ کو نکالا جاتا ہے۔

[2] مالی سال 23ء میں صوبوں کی مجموعی فاضل رقم 154.6 ارب روپے ہے، جو سالانہ بجٹ کے 750 ارب روپے سے بہت کم اور مالی سال 22ء کے 351 ارب روپے سے کم ہے۔

[3] مطلق معنوں میں مالی سال 23ء کے دوران مجموعی اخراجات 16.2 ٹریلین روپے رہے جبکہ بجٹ کا ہدف 9.6 ٹریلین روپے تھا اور مالی سال 22ء میں حقیقی اخراجات 13.3 ٹریلین روپے ہوئے تھے۔

ٹیکس وصولیوں پر منفی اثرات مرتب کیے جبکہ مہنگائی میں اضافہ، شرح سود میں اضافہ اور فنانس ایکٹ 2022ء اور فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء میں آمدنی کو متحرک کرنے کے اقدامات نے ٹیکس وصولیوں کو بڑھایا۔

ٹیکس وصولیوں میں نسبتاً اضافے کے باوجود ٹیکس گزاروں کی تعداد کم ہونے کے سبب ایف بی آر ٹیکس اور جی ڈی پی کا باہمی تناسب کم ہو کر 8.5 فیصد رہ گیا جبکہ بالواسطہ اور ودہولڈنگ ٹیکسوں پر زیادہ انحصار، مالی خسارے میں مسلسل اضافہ اور قرضوں کی ادائیگی میں اضافہ قرضوں کا استحکام برقرار رکھنے میں دشواری کا باعث بن رہا ہے۔ سود کے اخراجات میں مسلسل اضافہ مستحکم نہیں ہے کیونکہ یہ ترقی کے لیے مالیاتی گنجائش اور سماجی تحفظ پر دیگر ضروری اخراجات کو محدود کر سکتا ہے۔ یہ صورتِ حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان دیرینہ ساختی مسائل کو حل کرنے کی کوششیں کی جائیں تاکہ مالیاتی خسارہ کم ہو اور بنیادی فاضل رقم جمع ہو اور اس کے نتیجے میں قرضوں کے جمع ہونے کی رفتار کو کم کیا جائے۔ مالیاتی نظم وضبط کے حصول اور قرضوں کے اسٹاک کو جی ڈی پی

جدول 4.1: مجموعی مالیاتی اظہاریے

ارب روپے، نمو فیصد میں

	مالیت		نمو فیصد					
			پہلی ششماہی		دوسری ششماہی		جولائی تا جون	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب)	**8,035**	**9,634**	**18.0**	**18.8**	**14.8**	**21.0**	**16.4**	**19.9**
(الف) ٹیکس محاصل	6,755	7,819	29.9	16.9	26.5	14.7	28.1	15.7
وفاقی	6,143	7,169	32.1	17.4	26.2	16.1	28.9	16.7
صوبائی	612	650	10.3	11.7	29.9	1.6	20.5	6.1
(ب) غیر ٹیکس	1,280	1,815	-14.6	26.4	-29.9	64.5	-21.5	41.8
وفاقی	1,152	1,649	-17.8	28.5	-28.1	65.5	-22.2	43.1
صوبائی	128	166	43.1	4.5	-41.1	56.8	-14.6	29.3
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	13,295	16,155	18.7	19.8	37.0	22.7	29.0	21.5
(الف) اخراجاتِ جاریہ	11,521	14,583	16.0	29.6	35.4	24.5	26.8	26.6
مارک اپ	3,182	5,831	-1.5	77.1	35.7	88.4	15.7	83.2
دفاع	1,412	1,586	7.0	22.7	7.4	6.2	7.2	12.3
نان مارک اپ	8,339	8,752	26.2	8.2	35.3	2.9	31.6	5.0
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	1,657	1,953	24.8	11.4	26.6	21.2	26.0	17.8
(ج) شماریاتی تفرق	116	-381	-	-	-	-	-	-
3۔ بجٹ کی مجموعی رقم	-5,260	-6,521	-	-	-	-	-	-
جی ڈی پی کا فیصد	-7.9	-7.7	-	-	-	-	-	-
4۔ بنیادی توازن	-2,077	-690	-	-	-	-	-	-
جی ڈی پی کا فیصد	-3.1	-0.8	-	-	-	-	-	-
5۔ محاصل کا توازن	-3,486	-4,950	-	-	-	-	-	-
جی ڈی پی کا فیصد	-5.2	-5.8	-	-	-	-	-	-
6۔ ماکاری (الف+ب)	5,260	6,521					54.6	24.0
(الف) بیرونی (خالص)	1,178	-680					-11.9	-157.7
(ب) ملکی (خالص)	4,081	7,201					97.6	76.4
غیر بینک	981	3,673					399.8	274.5
بینک	3,101	3,529					65.9	13.8

ماخذ: وزارتِ خزانہ

کے 60 فیصد کی مستحکم سطح تک لانے کے لیے ضروری ہے کہ ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھائی جائے، نیز سرکاری شعبے کے ناکارہ اداروں، بالخصوص بجلی کے شعبے سے متعلق اداروں کا خسارہ کم کیا جائے۔[4] اس کے نتیجے میں انفراسٹرکچر، صحت، تعلیم، تربیت اور تحقیق و ترقی میں سرمایہ کاری کرکے پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے اضافی وسائل کے حصول میں مدد ملے گی۔

4.2 محاصل

مالی سال 23ء میں مجموعی محاصل 19.9 فیصد بڑھے جبکہ مالی سال 22ء میں 16.4 فیصد بڑھے تھے (**جدول 4.2**)۔ محاصل بڑھنے کی بنیادی وجہ مالی سال 23ء میں نان ٹیکس محاصل میں اضافہ تھا، جسے پی ڈی ایل کی وصولیوں میں زائد نمو سے سہارا ملا۔ دوسری جانب مالی سال 23ء میں ٹیکس محاصل میں نمو سست پڑ گئی جس کی وجہ درآمدات میں کمی اور معاشی سرگرمیوں کا ماند پڑنا تھا حالانکہ منڈی کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا تھا۔ صوبوں کی جانب سے ٹیکس میں رعایت کے اعلان کردہ مختلف اقدامات کی وجہ سے صوبائی محاصل میں اضافہ سست روی کا شکار رہا۔[5]

ایف بی آر ٹیکس محاصل

مالی سال 23ء کے دوران ایف بی آر کے ٹیکس محاصل میں 16.6 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی 29.6 فیصد کی نمو سے تقریباً نصف ہے (**جدول 4.3**)۔

نتیجتاً، مالی سال 23ء کے دوران ایف بی آر ٹیکس اور جی ڈی پی کا تناسب کم ہو کر 8.5 فیصد رہ گیا جو مالی سال 22ء میں 9.2 فیصد تھا۔ حالانکہ فروری 2023ء میں فنانس (ضمنی) ایکٹ میں محاصل کے اضافی اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا۔ ایف بی آر ٹیکسوں کی اس سست نمو میں متعدد عوامل نے کردار ادا کیا، جن میں درآمدات میں تخفیف؛ ملکی طلب میں نمایاں کمی، بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں سکڑاؤ؛ تباہ کن سیلاب؛ درآمد شدہ پی او ایل مصنوعات اور خام تیل پر صفر جی ایس ٹی؛ نیز ڈیوٹیوں پر ایڈہاک چھوٹ، مثلاً سیلاب کے تناظر میں درآمدات اور امدادی اشیا—بالخصوص ادویات، غذائی اشیا اور ایمبولینسوں، کی فراہمی پر ٹیکس شامل ہیں۔

تاہم، اضافی ٹیکس اقدامات – سپر ٹیکس، جی ایس ٹی اور ایف ای ڈی میں اضافے نے ایف بی آر کو مالی سال 23ء کے ہدف کے قریب پہنچنے میں مدد کی۔ تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولی ہدف سے تجاوز کر گئی ہے، جس سے بالواسطہ ٹیکسوں میں کمی کی تلافی ہوتی ہے۔ خاص طور پر، ود ہولڈنگ ٹیکسوں اور رضاکارانہ ادائیگیوں نے بلاواسطہ ٹیکسوں میں اضافے میں اہم کردار ادا کیا۔ دوسری جانب درآمدات میں کمی کے باعث بالواسطہ ٹیکس وصولیوں میں معمولی نمو ہوئی، بالخصوص قابلِ محصول درآمدات کی وجہ سے، جس سے درآمدات سے متعلق سیلز ٹیکس، ایف ای ڈی اور کسٹم ڈیوٹیز کی وصولیوں کو دھچکا لگا۔

جدول 4.2: پاکستان میں محاصل کی مجموعی وصولی

وصولیاں ارب روپے؛ نمو فیصد؛ حصہ فیصدی درجات میں

	وصولیاں		نمو						حصہ	
	جولائی تا جون		پہلی ششماہی		دوسری ششماہی		جولائی تا جون		جولائی تا جون	
	م س 22ء	م س 23ء	م س 22ء	م س 23ء	م س 22ء	م س 23ء	م س 22ء	م س 23ء	م س 22ء	م س 23ء
مجموعی محاصل (1+2)	**8,035**	**9,634**	**18.0**	**18.8**	**14.8**	**21.0**	**16.4**	**19.9**	-	-
1۔ ٹیکس محاصل (الف+ب)	6,755	7,819	29.9	16.9	26.5	14.7	28.1	15.7	21.5	13.2
وفاقی	6,143	7,169	32.1	17.4	26.2	16.1	28.9	16.7	20.0	12.8
صوبائی	612	650	10.3	11.7	29.9	1.6	20.5	6.1	1.5	0.5
2۔ غیر ٹیکس محاصل	1,280	1,815	-14.6	26.4	-29.9	64.5	-21.5	41.8	-5.1	6.7
وفاقی	1,152	1,649	-17.8	28.5	-28.1	65.5	-22.2	43.1	-4.8	6.2
صوبائی	128	166	43.1	4.5	-41.1	56.8	-14.6	29.3	-0.3	0.5

ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

[4] مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ 2005ء کے مطابق

[5] صوبائی محاصل پر مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے "صوبائی مالیاتی سرگرمیاں"

جدول 4.3: ایف بی آر کی ٹیکس وصولیوں کا خاکہ - نمو اور حصہ

مالیت ارب روپے؛ نمو / حاصل کردہ خالص فیصد؛ حصہ فیصدی درجات میں

	مالیت		نمو		مجموعی نمو میں حصہ		ہدف کا حاصل کردہ خالص	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
1۔ بلاواسطہ ٹیکس	**2,285**	**3,272**	**32.0**	**43.2**	**11.7**	**16.1**		**114.8**
درآمدات	288	290	31.8	0.8	1.5	0.0	-	-
ملکی	1,997	2,982	32.0	49.3	10.2	16.0	-	-
2۔ بالواسطہ ٹیکس	**3,864**	**3,897**	**28.2**	**0.9**	**17.9**	**0.5**	**99.8**	**89.6**
سیلز ٹیکس	2,532	2,592	27.4	2.4	11.5	1.0	98.3	92.3
درآمدات	1,741	1,618	56.0	-7.0	13.2	-2.0	-	-
ملکی	792	974	-9.3	23.0	-1.7	3.0	-	-
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	321	370	15.7	15.3	0.9	0.8	95.2	80.9
درآمدات	23	14	16.2	-38.5	0.1	-0.1	-	-
ملکی	298	356	15.7	19.4	0.9	0.9	-	-
کسٹمز	1,011	935	35.0	-7.5	5.5	-1.2	105.3	86.2
مجموعہ (1+2)	**6,148**	**7,169**	**29.6**	**16.6**	**29.6**	**16.6**	**-**	**99.6**

نوٹ: ایف بی آر اور وزارتِ خزانہ کی ٹیکس محاصل کی تعداد مختلف ہو سکتی ہے۔

ماخذ: وفاقی دفتر محاصل اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

مالی سال 23ء میں ایف بی آر ٹیکسوں کی نمو میں چار اہم عوامل نے حصہ لیا۔ اوّل، بلند مہنگائی؛ دوم، سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری، سیونگ سرٹیفکیٹس، سیونگ ڈپازٹس، بینکوں کے منافع اور ان پر ادا کیے جانے والے انکم ٹیکسز پر سودی آمدنی میں اضافہ۔ سوم، فنانس ایکٹ 2022ء اور فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء میں ٹیکس کی شرح میں اضافہ۔ مثال کے طور پر تنخواہوں پر انکم ٹیکس کی شرح میں اضافہ کرنا، بلند آمدنی کے حامل افراد پر لاگو سپر ٹیکس کو چار فیصد سے بڑھا کر دس فیصد کرنا؛ جی ایس ٹی کو 17 فیصد سے بڑھا کر 18 فیصد کرنا؛ مقامی طور پر تیار کردہ کاروں اور لگژری درآمدات پر جی ایس ٹی کو بڑھا کر 25 فیصد کرنا۔ چہارم، ایف بی آر کی جانب سے ٹیکس پر عمل درآمد کو بہتر بنانے اور کاروبار میں آسانی پیدا کرنے کے لیے انتظامی کوششیں (**باکس 4.1**)۔

باکس 4.1: ایف بی آر کے انتظامی اقدامات

مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء کے دوران ایف بی آر کی جانب سے کیے گئے اقدامات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

الف) اے ڈی آر (تنازعات کے متبادل حل) عدالت سے باہر تنازعات کو حل کرنے کا ایک طریقہ کار، جو کاروبار کرنے میں آسانی پیدا کرتا ہے، اس پر فنانس ایکٹ 2022ء کے ذریعے نظر ثانی کی گئی تاکہ اسے زیادہ مستعد اور مؤثر بنایا جاسکے۔ اہم تبدیلیوں میں سے ایک یہ تھی کہ اب امرِ واقعہ اور قانونی مسئلے دونوں سے متعلق تنازعات کو حل کے لیے لایا جاسکتا ہے۔ قبل ازیں یہ محض تحقیق طلب امرِ واقعہ تھا۔

ب) سوبیس (سنکرونائزڈ ود ہولڈنگ ایڈمنسٹریشن اینڈ پیمنٹ سسٹم)، ود ہولڈنگ ٹیکسوں کی وصولی اور کٹوتی کا ایک خودکار نظام، جسے فنانس ایکٹ 2022ء کے ذریعے متعارف کرایا گیا تھا، اس کا آغاز ود ہولڈنگ ایجنٹوں کی جانب سے ایف بی آر کو ود ہولڈنگ ٹیکس وصولی، کٹوتی اور ادائیگی کو آسان بنانے کے لیے کیا گیا ہے۔

ج) سیلز ٹیکس ایجنٹس کے ساتھ ساتھ ٹیئر ون ریٹیلرز، جو سیلز ٹیکس کے مقصد کے لیے رجسٹریشن نہیں کرواتے، یا اطلاع کردہ رجسٹرڈ ٹیئر ون ریٹیلرز، جن کو ایف بی آر کے کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے ساتھ مربوط نہیں کیا گیا، کے گیس اور بجلی کے کنکشن بند کرنا۔ ٹیکس ادائیگی میں اضافے کے اس اقدام کا نفاذ فنانس ایکٹ 2022ء کے ذریعے کیا گیا تھا۔

د) جنوری 2022ء میں نیشنل سیلز ٹیکس ریٹرن (این ایس ٹی آر) متعارف کرایا جائے گا تاکہ سیلز ٹیکس گوشواروں کی فائلنگ کو آسان اور مستحکم کرکے کاروبار کرنے میں آسانی پیدا کی جاسکے۔ این ایس ٹی آر کا مقصد پرانے پراسس کو ہموار کرنا ہے، جہاں سیلز ٹیکس ایجنٹوں کو ہر مہینے مختلف سیلز ٹیکس جمع کرنے والے حکام میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ سیلز ٹیکس ریٹرن فائل کرنا پڑتا تھا۔

مالیاتی پالیسی

بلاواسطہ ٹیکسوں کی وجہ سے ایف بی آر کے ٹیکسوں میں نمو

مالی سال 23ء کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں میں 43.2 فیصد نمو ہوئی، جو مجموعی ٹیکسوں کی تقریباً تمام نمو پر محیط تھی (**شکل 4.2** اور **جدول 4.3**)۔ مالی سال 23ء کے دوران مجموعی بلاواسطہ ٹیکس وصولیاں ملکی وصولیوں کے 90 فیصد سے کچھ زائد تھیں، جو بنیادی طور پر ود ہولڈنگ ٹیکس (61.3 فیصد) اور رضاکارانہ ادائیگیوں (29.6 فیصد) پر مشتمل تھیں (**جدول 4.4**)۔

شکل 4.2: مجموعی ٹیکسوں کی نمو میں حصہ

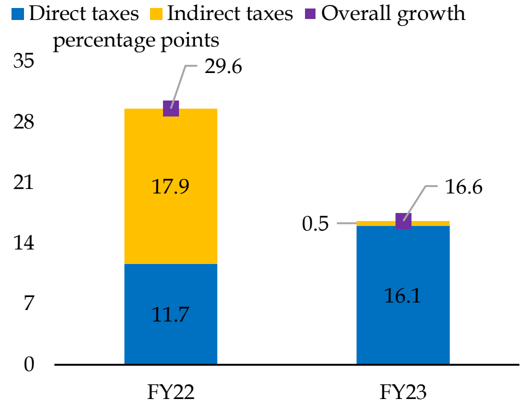

Sources: Federal Board of Revenue, and SBP calculations

ودہولڈنگ ٹیکس

مالی سال 23ء کے دوران ود ہولڈنگ ٹیکسوں میں 30.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 24.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ اضافہ بھی وسیع البنیاد تھا، جس میں بینک کے سود اور تمسکات، معاہدات اور تنخواہوں پر ٹیکسوں کا سب سے زیادہ حصہ تھا (**جدول 4.4**)۔[6]

مالی سال 23ء کے دوران بینک کے سود اور تمسکات پر ود ہولڈنگ ٹیکس کی وصولی گذشتہ برس کے مقابلے میں دوگنی سے زیادہ ہوگئی۔ جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہے، اس کی بنیادی وجہ بڑھتی ہوئی شرح سود اور سرکاری تمسکات اور بچت کے دیگر آلات میں بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری تھی۔ مزید برآں، وفاقی حکومت کے تمسکات میں سرمایہ کاری پر ٹیکس فوائد واپس لینے سے بھی بلند وصولی کو سہارا ملا۔ قبل ازیں تمام افراد (علاوہ بینکاری کمپنیاں) کے قرضوں کے منافع پر 15 فیصد کی پست شرح سے ٹیکس عائد کیا جاتا تھا۔ فنانس ایکٹ 2022ء کے مطابق اس شرح کا اطلاق صرف ان افراد پر ہوتا ہے جن کا منافع 50 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو۔[7]

اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی کے باوجود معاہدات پر ود ہولڈنگ ٹیکس کی وصولی نے گذشتہ برس کی رفتار برقرار رکھی۔[8] معاہدات سے وصولی میں اضافے کو مستحکم کرنے میں دو اہم پیش رفتوں سے مدد ملی۔ اوّل، فنانس ایکٹ 2022ء کے تحت قابلِ ٹیکس خدمات کے دائرہ کار میں توسیع کی گئی اور رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ (آر ای آئی ٹی) مینجمنٹ سروسز کی خدمات اور نیشنل کلیئرنگ کمپنی آف پاکستان لمیٹڈ (این سی سی پی ایل) کی جانب سے پیش کی جانے والی خدمات شامل کی گئیں۔ دوم، سیکشن 153 کے تحت اشیا یا خدمات کی فروخت، بشمول چاول، خوردنی تیل، نقل و حمل کی خدمات، فضائی باربرداری کی خدمات، کوریئر سروسز، سامان منتقل کرنے کی خدمات اور دیگر خدمات کی بلند قیمتوں کے سبب ود ہولڈنگ ٹیکس کی وصولی بڑھ گئی۔[9] مثال کے طور پر مالی سال 2023ء میں نقل و حمل کی خدمات میں 54.6 فیصد مہنگائی دکھائی دی جو گذشتہ برس 15.1 فیصد تھی۔ اسی طرح مالی سال 23ء کے دوران ان لینڈ کوریئر سروسز کے چارجز میں 13.4 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً دوگنا ہے۔[10]

مالی سال 23ء کے دوران تنخواہوں پر ود ہولڈنگ ٹیکس میں 40.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 29.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ فنانس ایکٹ 2022ء میں

---

[6] یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ فعال ٹیکس دہندگان کی فہرست (اے ٹی ایل) میں شامل نہ ہونے والے افراد کے لیے ٹیکس کی شرح بالعموم اے ٹی ایل میں موجود افراد کی شرح سے دوگنی ہے۔

[7] فنانس ایکٹ 2022ء میں شرح سود میں کمی کے فائدے کا دائرہ کار کم کر دیا گیا۔

[8] انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 کے سیکشن 153 کے مطابق 'معاہدات' سے مراد اشیا یا خدمات کی فروخت اور معاہدوں پر عمل درآمد ہے۔

[9] ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

[10] ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

جدول 4.4: جولائی تا جون کے دوران براہِ راست ٹیکس وصولیاں

مالیت ارب روپے؛ نمو فیصد؛ حصہ فیصدی درجات میں

	مالیت		نمو		مجموعی براہِ راست ٹیکسوں میں حصہ (خالص)	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
عندالطلب وصولی	**101.1**	**161.7**	**26.2**	**59.9**	**1.2**	**2.7**
رضاکارانہ ادائیگی	**676.4**	**1,093.6**	**44.6**	**61.7**	**12.0**	**18.3**
پیشگی ٹیکس	597.9	974.6	44.5	63.0	10.6	16.5
ودہولڈنگ ٹیکس	**1,534.3**	**2,007.0**	**24.0**	**30.8**	**17.2**	**20.7**
بینک کا سود اور تمسکات	155.0	314.9	14.8	103.2	1.2	7.0
کنٹریکٹ	341.4	424.5	25.5	24.3	4.0	3.6
تنخواہیں	196.2	276.1	29.3	40.7	2.6	3.5
بجلی کے بل	71.4	98.6	39.2	38.0	1.2	1.2
ٹیلیفون/ موبائل فون	67.9	86.9	7.4	28.1	0.3	0.8
برآمدات	65.0	77.3	54.0	19.0	1.3	0.5
درآمدات	281.6	289.8	28.9	2.9	3.6	0.4
منافع منقسمہ	83.3	87.1	30.6	4.5	1.1	0.2
براہِ راست ٹیکس مجموعی*	**2,284.9**	**3,272.4**	**32.0**	**43.2**	**32.0**	**43.2**

*براہِ راست ٹیکس ری فنڈز کے لیے خالص براہِ راست ٹیکس میں ردوبدل کی جاتی ہے۔ اجزا کو مجموعی بنیاد پر ریکارڈ کیا جاتا ہے۔

ماخذ: وفاقی دفترِ محاصل اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

انکم ٹیکس میں بلحاظِ سطح بتدریج افزوں شرحوں میں اضافے سے تنخواہوں پر وصولی کے لیے خاصی تحریک ملی۔ سات سطوح (قبل ازیں 12) میں تنخواہ دار افراد، جن کی قابلِ ٹیکس آمدنی 36 لاکھ روپے (پہلی تین سطحوں) سے زیادہ ہے، یا درمیانی سطح کی بالائی حد (یعنی 24 لاکھ روپے سے 35 لاکھ روپے) کے قریب ہے، کے ٹیکس کی ذمہ داری گذشتہ برس کی سطح کے تحت ٹیکس واجبات کے مقابلے میں بڑھ گئی ہے۔ اس کے علاوہ مالی سال 23ء کے دوران وفاقی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا گیا۔[11]

مالی سال 23ء کے دوران بجلی کی پیداوار اور اس کی فراہمی میں کمی کے باوجود بجلی کے بلوں سے ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولیوں کی رفتار تقریباً گذشتہ برس کے برابر رہی۔ وصولی بڑھنے کی بنیادی وجہ بجلی کے چارجز میں اضافہ تھا جس نے مالی سال 23ء کے دوران بجلی کی پیداوار میں کمی کے اثر کو زائل کر دیا۔[12]

فنانس ایکٹ 2022ء میں خردہ فروشوں اور کچھ خدمات فراہم کنندگان کے بجلی کے بلوں میں معین انکم ٹیکس کے نفاذ سے مزید اضافہ ہوا۔

غالباً پست درآمدی مالیتوں کی وجہ سے درآمدات پر ودہولڈنگ ٹیکس کی نمو گھٹ گئی، حالانکہ اس کی شرح کو 2.0 فیصد سے بڑھا کر 3.5 فیصد تک کر دیا گیا تھا۔ مزید برآں، غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت یا منتقلی پر بھی ودہولڈنگ ٹیکس کو 1.0 فیصد سے بڑھا کر 2.0 فیصد کر دیا گیا تھا۔ مزید یہ کہ فنانس ایکٹ 2022ء میں حاملی مدت (ہولڈنگ پیریڈ) کی شرط بھی ختم کر دی گئی جس کے تحت ٹیکس دہندگان کو چار سال سے زائد حاملی مدت پر ٹیکس ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔[13]

[11] بی پی ایس-2017ء کے تنخواہ کے ڈھانچے کی جگہ بی پی ایس-2022ء لے لی، اور تنخواہوں کے زمروں کو بڑھایا گیا۔ اس کے علاوہ بنیادی تنخواہ کے 15 فیصد کے برابر ایڈہاک ریلیف دیا گیا جو 10 فیصد سے زیادہ ہے۔ ماخذ: وزارت خزانہ؛ ww.finance.gov.pk/circulars/circular_01072022.pdf

[12] مالی سال 23ء میں بجلی کی پیداوار میں 9.5 فیصد کمی ہوئی۔ ماخذ: نیپرا

[13] اے ٹی ایل میں شامل نہ ہونے والے خریداروں کے لیے ٹیکس میں 250 فیصد اضافہ کیا گیا۔

رضا کارانہ ادائیگیاں

مالی سال 23ء کے دوران رضا کارانہ ادائیگیوں میں 61.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس 44.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ بلند رضا کارانہ ادائیگیوں کی وجہ بننے والے اہم عوامل میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

i. انکم ٹیکس آرڈیننس کے سیکشن 4 بی کی جگہ نئے سیکشن 4 سی کے تحت بلند آمدنی والے افراد پر سپر ٹیکس کا نفاذ۔[14] مالی سال 23ء میں سیکشن 4 سی کے تحت 30 کروڑ روپے سے زائد آمدن والی بینکاری کمپنیوں پر سپر ٹیکس 4.0 فیصد سے بڑھا کر 10.0 فیصد کر دیا گیا۔ غیر بینکاری کمپنیوں کے ضمن میں مالی سال 22ء کے لیے 10.0 فیصد سپر ٹیکس عائد کیا گیا تھا (**جدول 4.5**)۔

ii. سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی آمدنی پر ٹیکس میں اضافہ؛ اس ٹیکس کا تعین بینکوں کے ایڈوانس اور ڈپازٹ کے تناسب (اے ڈی آر) کی بنیاد پر کیا جاتا ہے (**شکل 4.3**)۔[15]

iii. مالی سال 23ء کے دوران بینکوں کی آمدنی پر کم از کم ٹیکس 35.0 فیصد سے بڑھا کر 39.0 فیصد کرنا۔

شکل 4.3: حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری پر اے ڈی آر سے منسلک ٹیکس

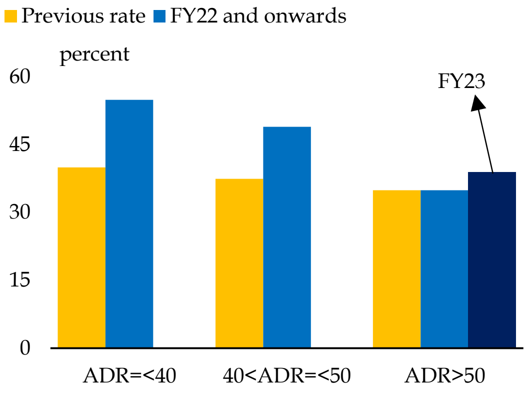

Source: Finance Act 2022

جدول 4.5: مالی سال 23ء کے دوران بلند آمدنی کے حامل افراد پر سپر ٹیکس

نمبر	سیکشن 4 سی کے تحت آمدنی	م س 23ء کے لیے شرح
1	جہاں آمدنی 150 ملین روپے سے زیادہ نہ ہو	0 فیصد
2	جہاں آمدنی 150 ملین روپے سے زیادہ ہو لیکن 200 ملین روپے سے زیادہ نہ ہو	ایک فیصد
3	جہاں آمدنی 200 ملین روپے سے زیادہ ہو لیکن 250 ملین روپے سے زیادہ نہ ہو	2 فیصد
4	جہاں آمدنی 250 ملین روپے سے زیادہ ہو لیکن 300 ملین روپے سے زیادہ نہ ہو	3 فیصد
5	جہاں آمدنی 300 ملین روپے سے زیادہ ہو	4 فیصد
6	جہاں آمدنی 300 ملین روپے سے زیادہ ہو اور بینکاری کا کاروبار ہو	10 فیصد
7	جہاں آمدنی 300 ملین روپے سے زیادہ ہو اور افراد ایئر لائنز، گاڑیوں، مشروبات، سیمنٹ، کیمیکلز، سگریٹ اور تمباکو، کھاد، لوہا و فولاد، ایل این جی ٹرمینل، آئل مارکیٹنگ، آئل ریفائننگ، پٹرولیم اور گیس کی تلاش و پیداوار، فارما، چینی اور ٹیکسٹائل کے کاروبار سے منسلک ہوں۔	مالی سال 22ء کے لیے 10 فیصد*

نوٹ: نمبر 1 تا 5 کسی بھی کاروبار – بینکاری یا دیگر. سے ہونے والی آمدنی سے متعلق ہے۔ نمبر 6 اور 7 بالترتیب بینکاری اور مخصوص کاروباری اداروں کے کسی گروپ سے متعلق ہیں، بشرطیکہ ان کی آمدنی کی سطح 300 ملین روپے سے زیادہ ہو۔

* اس ٹیکس کا اطلاق مالی سال 22ء کے لیے کیا گیا ہے۔

ماخذ: فنانس ایکٹ 2022ء

یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ بلند شرح سود کے ماحول میں مالی سال 2022ء کے دوران بینکوں کی نفع آوری خاصی بڑھ گئی، جس نے رضاکارانہ ادائیگیوں پر مذکورہ بالا ٹیکس ترامیم کے اثرات میں اضافہ کر دیا۔ جنوری تا دسمبر 2022ء کے دوران بینکوں کے مجموعی قبل از ٹیکس منافع میں 55.8 فیصد اضافہ ہوا جو گزشتہ پانچ برسوں (مالی سال 21-2017ء) کی اوسط نمو سے تقریباً چھ گنا زیادہ ہے۔[16] سرکاری وثیقوں میں جدولی بینکوں کی خالص سرمایہ کاری بینکوں کی نفع آوری کا اہم ذریعہ بنی رہی، جو دسمبر 2021ء میں مجموعی قرض کے 50.6 فیصد سے بڑھ کر دسمبر 2022ء میں 54.6 فیصد اور جون 2023ء میں 58.4 فیصد ہو گئی۔[17]

---

[14] مالی سال 22ء تک سپر ٹیکس کا نفاذ سیکشن 4 بی 'عارضی بے گھر افراد کی نو آبادکاری کے لیے سپر ٹیکس' کے تحت کیا گیا تھا۔ مالی سال 23ء میں ایک نیا سیکشن 4 سی ('بلند آمدنی والے افراد پر سپر ٹیکس') نے اس کی جگہ لے لی۔ فنانس ایکٹ 2022ء کے مطابق اس کا ہدف ملک کے امیر طبقے تھے۔

[15] واضح رہے کہ مالی سال 24ء کے بجٹ میں اے ڈی آر سے منسلک ان ٹیکسوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ماخذ: ایف بی آر ایس آر او 226 (آئی)/2023ء، بتاریخ 27 فروری 2023ء

[16] ڈیٹا کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

[17] آخر جون کے اسٹاک کا استعمال کرتے ہوئے ان تناسبات کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔

درآمدات سے متعلق ٹیکسوں میں کمی کی وجہ سے بالواسطہ ٹیکسوں کی شرحِ نمو پست رہی

مالی سال 23ء کے دوران بالواسطہ وصولیوں میں صرف 0.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 28.2 فیصد نمو ہوئی تھی۔ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں (سیلز ٹیکس، ایف ای ڈی اور کسٹم ڈیوٹی) میں کمی اس سست روی کی وجہ تھی۔ اگرچہ روپے کی قدر میں کمی نے ڈالر کے لحاظ سے درآمدات میں کمی کے اثر کو جزوی طور پر زائل کر دیا، تاہم بنیادی طور پر گاڑیوں، سیل فونز اور دیگر لگژری اشیا کی درآمدات میں کمی کے نتیجے میں درآمدات سے متعلق ٹیکسوں میں کمی واقع ہوئی۔[18] مزید برآں، مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران غیر ضروری لگژری اشیا کی درآمدات پر جی ایس ٹی کو بڑھا کر 25 فیصد کر دیا گیا۔[19] ان عوامل نے مل کر مالی سال 23ء کے دوران ٹیکس وصولیوں پر درآمدات میں کمی کے اثرات کو محدود کر دیا۔[20]

اس سے قطع نظر، درآمدات سے متعلق ٹیکسوں میں کمی کی تلافی ملکی سیلز ٹیکس اور ایف ای ڈی کی بلند وصولیوں سے ہوگئی۔ ان وصولیوں کو مہنگائی کی بلند سطح کی بدولت جی ایس ٹی اور ایف ای ڈی کی وصولیوں میں اضافے؛[21] فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء میں جی ایس ٹی کو 17 فیصد سے بڑھا کر 18 فیصد کرنے (**شکل 4.4**)، اور مقامی ساختہ کاروں پر جی ایس ٹی کو بڑھا کر 25 فیصد کرنے سے مدد ملی۔[22]

فنانس ایکٹ 2022ء میں اعلان کردہ محصولاتی اقدامات سے توقع تھی کہ مالی سال 23ء میں جی ایس ٹی اور ایف ای ڈی کی وصولیاں بڑھ جائیں گی۔ اہم محصولاتی اقدامات یہ ہیں: (i) سطحِ اول کے خردہ فروشوں کے زمروں میں توسیع کرتے ہوئے جیولروں کو شامل (علاوہ وہ جن کی دکان کا سائز 300 اسکوائر فٹ سے کم ہو) کرنا؛ (ii) ایف بی آر کے بروقت فروخت کے رپورٹنگ نظام میں رجسٹرڈ نہ ہونے والے خردہ فروشوں کو گیس اور بجلی کی فراہمی منقطع کرنا، جس کا مقصد خردہ فروشوں کے ساتھ ساتھ دیگر سیلز ٹیکس ایجنٹوں کی جانب سے ایف بی آر کے ڈیجیٹلائزیشن پروٹوکولز پر عملدرآمد میں اضافے کے علاوہ سطحِ اول کے عملدرآمد نہ کرنے والے خردہ فروشوں[23] کے لیے مالی جرمانے کے نظام کا قیام، اور (iii) سگریٹوں اور کلب، بزنس اور فرسٹ کلاس فضائی سفر پر فنانس ایکٹ 2022ء اور فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء پر ایف ای ڈی میں اضافہ۔

شکل 4.4: ملکی جی ایس ٹی کی وصولیاں

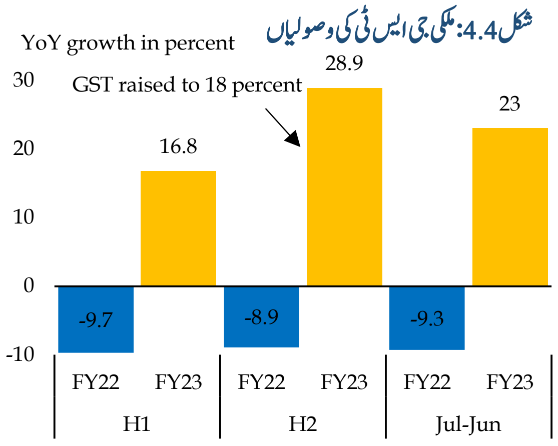

Source: Federal Board of Revenue

ان پیش رفتوں کی روشنی میں کمزور معاشی سرگرمی اور پیٹرولیم مصنوعات (ایم ایس اور ڈیزل) اور خام تیل پر صفر جی ایس ٹی کے باوجود ملکی سیلز ٹیکس اور ایف ای ڈی میں اضافہ ہوگیا۔[24] مالی سال 23ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات

---

[18] درآمدات سے متعلق ٹیکسوں کا تخمینہ درآمدات کی روپیہ مالیتوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا دیگر عوامل کے علاوہ درآمدات پر ٹیکس وصولی میں شرحِ مبادلہ کی حرکیات اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ روپے میں درآمدی مالیتوں میں صرف 5.2 فیصد کمی واقع ہوئی کیونکہ ڈالر میں درآمدات میں کمی سے روپے کی قدر میں کمی کا اثر جزواً زائل ہوگیا۔

[19] ٹیکس کی نئی شرح کا اطلاق 800 نرخ ناموں پر ہوتا ہے، جس میں کاریں (سی بی یو)؛ گھریلو آلات (سی بی یو)؛ مرتکز ہوا آمیز پانی اور جوس؛ مٹھائی؛ سینٹری اور بیت الخلا کا سامان۔ قالین؛ فانوس؛ چاکلیٹ؛ دروازے اور کھڑکیوں کی چوکھٹیں۔ چمڑے کی جیکٹیں اور ملبوسات؛ زیورات؛ اور دیگر شامل ہیں۔ ماخذ: ایف بی آر ایس آر او نمبر 297 (آئی)/2023ء، بتاریخ 08 مارچ 2023ء۔
https://download1.fbr.gov.pk/SROs/2023382232741774SRO-297-OF-2023.pdf

[20] درآمدات سے متعلق ٹیکس (سیلز ٹیکس، ایف ای ڈی اور کسٹمز) میں مالی سال 23ء کے دوران 6.7 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 22ء میں 45.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ماخذ: وفاقی دفترِ محاصل

[21] تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 3 میں مہنگائی کا سیکشن۔

[22] ماخذ: FBR SRO No. 297(I)/2023, dated Mar 08, 2023; https://download1.fbr.gov.pk/SROs/2023382232741774SRO-297-OF-2023.pdf

[23] پہلی نادہندگی پر پانچ لاکھ روپے جرمانہ؛ پہلی نادہندگی کے آرڈر کے 15 دن بعد دوسری نادہندگی کے لیے 1.0 ملین روپے؛ دوسری نادہندگی کے آرڈر کے 15 دن بعد تیسری نادہندگی پر 2.0 ملین روپے؛ تیسری نادہندگی کے آرڈر کے 15 دن بعد چوتھی نادہندگی پر 3.0 ملین روپے؛ ان جرمانوں کے علاوہ ان خردہ فروشوں کی دکانیں بھی سیل کی جاسکتی ہیں۔

[24] ان مصنوعات پر جی ایس ٹی کو مارچ 2022ء میں ایف بی آر ایس آر او 321(I)/2022 کے ذریعے فروری 2022ء سے ہٹا دیا گیا تھا۔

سے ملکی جی ایس ٹی کی وصولی میں گذشتہ برس کی نسبت 41.9 فیصد کا قابل ذکر اضافہ دیکھا گیا۔ اس کی وضاحت فرنس آئل، ایچ او بی سی، جے پی 8 اور جے پی 1 سمیت دیگر پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی کے نفاذ سے ہوتی ہے۔ مزید بر آں، جولائی تا جنوری مالی سال 23ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بین الاقوامی خام تیل کی قیمتوں کے بلند سطح پر ہونے کی وجہ سے ایک مثبت محصولاتی اثر ہونے کے ساتھ ساتھ شرح مبادلہ میں تیزی سے کمی نے پیٹرولیم مصنوعات کی اساسی قیمتوں کو بڑھادیا۔

الاقوامی قیمتوں کے حالات میں عوام کو ریلیف فراہم کرنے کی کوشش کی تھی۔ تاہم، جولائی 2022ء سے پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل پر لیویز دوبارہ عائد کی گئیں، اور ان میں بتدریج اضافہ کرتے ہوئے بجٹ میں مقررہ ہدف 50 روپے فی لیٹر کر دیا گیا۔ اس سے خصوصاً دوسری ششماہی میں پی ڈی ایل کی وصولیاں بڑھ گئیں، حتیٰ کہ پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں کمی کی تلافی بھی ہو گئی۔[25] اس کے نتیجے میں حکومتی وصولیاں 542 ارب روپے کے نظر ثانی شدہ ہدف سے تجاوز کر گئیں۔[26]

جدول 4.6: پاکستان میں غیر ٹیکس محاصل (مجموعی) کی وصولی-یکجا

فیصد

	نمو						مجموعی غیر ٹیکس محاصل میں حصہ	
	پہلی ششماہی		دوسری ششماہی		جولائی تا جون		جولائی تا جون	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
(الف)وفاقی	**-17.8**	**28.5**	**-28.1**	**65.5**	**-22.2**	**43.1**	**-20.1**	**38.8**
پٹرولیم لیوی	-74.6	154.0	-61.5	599.0	-70.0	354.7	-18.2	35.3
مارک اپ (سرکاری شعبے کے ادارے اور دیگر)	-25.9	138.2	71.2	21.5	15.2	64.8	0.7	4.4
گیس اور تیل پر رائلٹی	11.2	45.0	44.8	22.9	28.1	32.4	1.2	2.3
منافع منقسمہ	118.8	57.2	-47.2	64.8	-2.2	60.2	-0.1	2.0
خام تیل پر ونڈ فال لیوی	590.9	188.3	302.5	39.4	373.1	92.6	0.7	1.0
پاسپورٹ فیس	49.2	57.9	84.8	61.1	65.7	59.6	0.5	1.0
پی ٹی اے کا منافع	108.9	-16.2	215.7	-19.4	164.8	-18.2	3.9	-1.5
اسٹیٹ بینک کا فاضل نفع	2.0	-2.3	-66.3	-100.0	-27.2	-21.6	-10.9	-8.0
(ب)صوبائی	**43.1**	**4.5**	**-41.1**	**56.8**	**-14.6**	**29.3**	**-1.3**	**2.9**
غیر ٹیکس محاصل (الف+ب)	**-14.6**	**26.4**	**-29.9**	**64.5**	**-21.5**	**41.8**	**-21.5**	**41.8**

ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

غیر ٹیکس محاصل

گذشتہ دو برسوں کے دوران مسلسل کمی کے بعد مالی سال 23ء میں این ٹی آر میں 41.8 فیصد اضافہ ہوا (**جدول 4.6**)۔ تقریباً تمام نمو پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولیوں میں ہوئی جو مالی سال 23ء میں بڑھ کر 579.9 ارب روپے ہوگئی۔ مالی سال 22ء میں لیوی کو صفر پر یا پھر بجٹ کے ہدف سے کافی نیچے رکھا گیا (**شکل 4.5**)، کیونکہ حکومت نے تیل کی بڑھتی ہوئی بین

ایس بی ایکٹ میں ترامیم کی روشنی میں منتقلی کے طریقہ کار میں تبدیلی کے سبب اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی کی سطح خاصی کم رہی (**شکل 4.6**)۔ نئے قواعد کے مطابق فاضل منافع اسٹیٹ بینک کی جانب سے سالانہ مالی گوشواروں کے اجرا کے 30 دنوں کے اندر حکومت کو منتقل کیا جاتا ہے۔[27] واضح رہے کہ مالی سال 23ء کی دوسری سہ ماہی میں 371 ارب روپے کی منتقلی مالی سال 22ء

[25] مالی سال 23ء میں پیٹرول اور ڈیزل کی فروخت میں ایک برس پہلے کے مقابلے میں بالترتیب 16.8 فیصد اور 28.5 فیصد کمی واقع ہوئی۔ ماخذ: وزارت خزانہ اور آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل۔

[26] ابتدائی طور پر حکومت مالی سال 23ء کے دوران بجٹ میں مقررہ 855 ارب روپے کے ہدف کو حاصل نہیں کر سکی تھی، جسے پی ڈی ایل میں یکبارگی کے بجائے بجٹ کے مطابق بتدریج اضافہ کر کے 50 روپے فی لیٹر کرنے اور پیٹرولیم مصنوعات کی کم فروخت سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

[27] ماخذ: اسٹیٹ بینک ایکٹ (ترمیم شدہ): https://www.sbp.org.pk/about/act/SBP-Act.pdf

شکل4.5: پی ڈی ایل کا رجحان

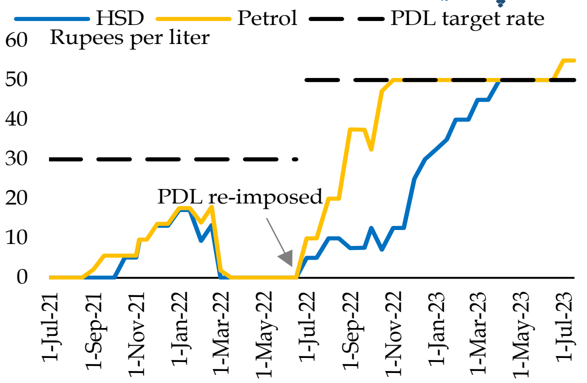

Sources: Pakistan State Oil, and Oil and Gas Regulatory Authority

کی چوتھی سہ ماہی کے بقایاجات کی مد میں کی گئی۔[28] دوسری جانب، صوبائی غیر ٹیکس محاصل میں بھی 29.3 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 22ء کے دوران 14.6 فیصد کمی آئی تھی جس کا اہم سبب پراپرٹی کی منتقلی، اور انتظامی چارجز اور فیسوں کی مد میں بلند آمدنی سے حاصل ہونے والی رقوم تھیں۔

4.3 وفاقی اخراجات

مالی سال 23ء کے دوران وفاقی اخراجات میں 21.2 فیصد نمو ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس 26.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مارک اپ ادائیگیوں میں اضافے کے باوجود اخراجات میں سست نمو کا سبب غیر سودی اخراجات میں کمی تھی، اس کی بنیادی وجہ زراعانت اور گرانٹس میں کمی تھی۔ اس کے مقابلے میں دفاع، پنشن اور سول حکومت چلانے کے اخراجات سمیت دیگر اخراجاتِ جاریہ میں اضافہ ہوگیا۔ خصوصاً، مالی سال 22ء کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران دفاعی امور اور خدمات میں بلند نمو دیکھی گئی (**شکل 4.7**)۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 23ء میں ترقیاتی اخراجات میں اضافہ ہوگیا، جبکہ پچھلے مالی سال میں کمی دیکھنے میں آئی تھی (**جدول 4.7**)۔

وفاقی اخراجاتِ جاریہ

مالی سال 23ء کے دوران وفاقی اخراجاتِ جاریہ میں نمو کچھ سست رفتاری کے ساتھ 28.6 فیصد پر آگئی، جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 33.1 فیصد تھی۔ سست رفتاری کا بنیادی سبب زراعانت اور گرانٹس میں کمی تھی۔ جاری اخراجات کی بلند نمو میں سودی ادائیگیوں میں خاصا اضافے نے اہم کردار ادا کیا، اور مالی

شکل4.6: اسٹیٹ بینک کے فاضل منافع کی منتقلی کا رجحان

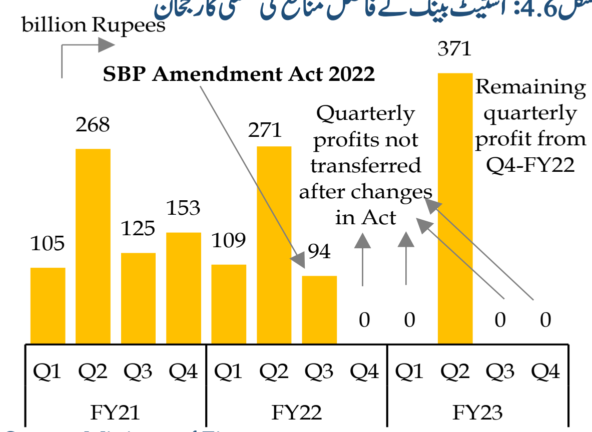

Source: Ministry of Finance

سال 23ء کے دوران وفاقی اخراجاتِ جاریہ میں ان کا حصہ 45 فیصد رہا (**شکل 4.8**)۔ اسی طرح، مالی سال 23ء میں دفاع، پنشن اور سول حکومت چلانے کے لیے درکار رقوم میں بھی اخراجات کی بلند سطح دیکھی گئی۔

شکل4.7: مجموعی وفاقی اخراجاتِ جاریہ

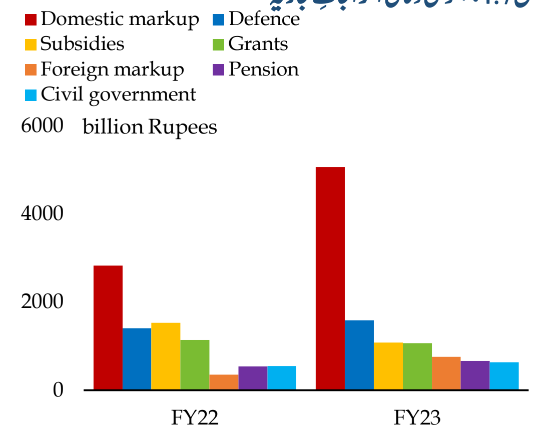

Source: Ministry of Finance

سودی ادائیگیوں میں مسلسل اضافہ

مالی سال 23ء کے دوران مارک اپ ادائیگیوں میں 83.2 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس 15.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مطلق لحاظ سے سودی ادائیگیوں میں 5.8 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا (**شکل 4.9 الف**)، جو مالی سال 23ء میں ٹیکس محاصل کا 70 فیصد اور مالیاتی خسارے کا 93 فیصد بنتا ہے (**جدول 4.8**)۔ اسی طرح، مالی سال 22ء میں سودی ادائیگیاں مارچ 2022ء تک قدرے کمزور رہنے کے بعد آخری سہ ماہی میں بڑھی تھیں، لیکن ان میں پورے مالی سال 23ء کے دوران بتدریج اضافہ ہوتا رہا (**شکل 4.9 ب**)۔

[28] ایکٹ کی تبدیلیوں کے مطابق اسٹیٹ بینک کے پہلے پورے سال کے فاضل منافع کو مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں منتقلی کیا جائے گا۔

جدول 4.7: وفاقی اخراجات کی صورتِ حال

ارب روپے، نمو فیصد میں

	مطلق		سال بسال نمو		مجموعی اخراجات کا فیصد		جی ڈی پی کا فیصد	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
مجموعی اخراجات (الف+ب)	**9,350.1**	**11,332.4**	**26.3**	**21.2**	**100**	**100**	**14.0**	**13.4**
(الف) اخراجاتِ جاریہ	**8,451.6**	**10,867.2**	**33.1**	**28.6**	**92.3**	**92.4**	**12.6**	**12.8**
مارک اپ ادائیگیاں	3,182.4	5,831.1	15.7	83.2	34.8	49.6	4.8	6.9
ملکی	2,828.6	5,071.2	12.1	79.3	30.9	43.1	4.2	6.0
غیر ملکی	353.9	759.9	56.6	114.7	3.9	6.5	0.5	0.9
دفاعی امور اور سروسز	1,411.6	1,585.5	7.2	12.3	15.4	13.5	2.1	1.9
پنشن	541.9	666.3	23.1	23.0	5.9	5.7	0.81	0.8
سول حکومت کے اخراجات	546.7	634.0	8.1	16.0	6.0	5.4	0.8	0.7
زرِاعانت	1,529.6	1,080.3	259.9	-29.4	16.7	9.2	2.3	1.3
صوبوں اور دیگر کو گرانٹس	1,239.3	1,070.0	36.0	-13.7	13.5	9.1	1.9	1.3
صوبوں کو گرانٹس	97.5	82.0	16.2	-15.9	1.1	0.7	0.1	0.1
دیگر کو گرانٹس	1,141.8	988.0	37.9	-13.5	12.5	8.4	1.7	1.2
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	**701.1**	**890.4**	**-11.1**	**27.0**	**7.7**	**7.6**	**1.0**	**1.1**
مجموعی ترقیاتی اخراجات	**558.1**	**743.0**	**-19.6**	**33.1**	**6.1**	**6.3**	**0.8**	**0.9**
سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام	558.1	743.0	-16.4	33.1	6.1	6.3	0.8	0.9
جس میں سے صوبوں کو ترقیاتی گرانٹس	157.7	91.0	-30.3	-42.3	1.7	0.8	0.2	0.1
خالص قرض گاری	**143**	**147.3**	**51.4**	**3.0**	**1.6**	**1.3**	**0.2**	**0.2**
صوبے	102.6	87.5	485.2	-14.8	1.1	0.7	0.2	0.1
دیگر	40.4	59.9	-47.5	48.2	0.4	0.5	0.1	0.07

ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

اگرچہ ملکی اور بیرونی قرضوں دونوں کی سودی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا، تاہم ملکی قرض پر مارک اپ مجموعی اخراجات کا 87 فیصد رہا۔

مالی سال 23ء میں مارک اپ کی اصل ادائیگیاں 3.9 ٹریلین روپے کے بجٹ میں مقررہ ہدف سے 48.7 فیصد تجاوز کر گئیں۔[29] مالی سال 23ء میں قلیل مدتی ٹی بلز اور رواں شرح سود کے حامل پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز پر قرض گیری میں اضافے کا نتیجہ ملکی قرض پر مارک اپ کی بلند ادائیگیوں کی صورت میں نکلا۔ مزید برآں، قرضوں کی واپسی کی بلند سطح سے بلند شرح کے حامل قرضوں کی ادائیگی کے مالی تقاضے کو پورا کرنے کی ضرورت مستحکم ہوئی۔ مزید برآں، واجب الادا قرضوں میں رواں شرح تمسکات کے بڑھتے ہوئے حصے سے سودی ادائیگیوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

شکل 4.8: سہ ماہی وفاقی اخراجاتِ جاریہ

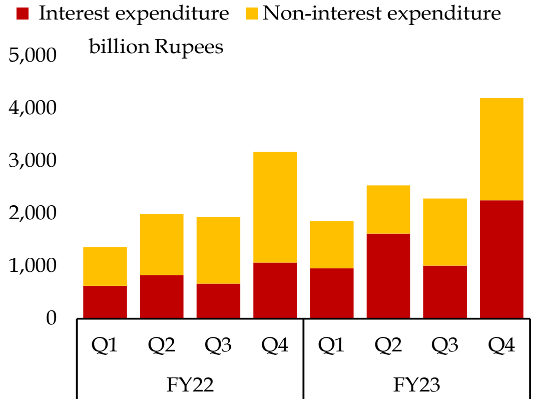

Source: Ministry of Finance

[29] یہ مالی سال 22ء کے بجٹ میں دیے گئے 3.1 ٹریلین روپے کے ہدف کے مقابلے میں تھا۔

جدول4.8:اہم مالیاتی کھاتوں کے فیصد کے طور پر سودی ادائیگیاں

	اوسط م س17ء تا م س21ء	م س22ء	م س23ء
مالیاتی توازن	71.6	60.5	89.4
مجموعی ٹیکس محاصل	46.6	47.1	74.6
مجموعی اخراجات	23.7	23.9	49.6
اخراجاتِ جاریہ	28.4	27.6	53.7
دفاع	180.9	225.4	367.8
پنشن	527.2	587.3	875.1
سول حکومت کے اخراجات	424.4	582.1	919.7
زراعانت	927.2	208.1	539.8
گرانٹس	377.3	278.7	545.0
ترقیاتی اخراجات	154.2	192.0	654.9

ماخذ: وزارتِ خزانہ

مالی سال 23ء میں بیرونی قرضوں کی واپسی میں 114.7 فیصد کا خاصا اضافہ درج کیا گیا۔ یہ زیادہ تر پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور قرضہ واپسی کی معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی)[30] کی میعاد ختم ہونے کے بعد دو طرفہ قرض دہندگان کو مارک اپ ادائیگیوں کا آغاز تھا۔

مالی سال 23ء میں مجموعی زراعانت کم ہو کر 1.1 ٹریلین روپے (جی ڈی پی کا 1.3 فیصد) رہ گیا، جو گذشتہ برس 1.5 ٹریلین روپے (جی ڈی پی کا 2.3 فیصد) تھا (**شکل 4.10**)۔[31] مالی سال 23ء میں تقریباً 67 فیصد زراعانت بجلی کے شعبے کو دیا گیا، جس میں آزاد جموں و کشمیر، زرعی ٹیوب ویلوں، ڈسکوز، کے الیکٹرک اور واپڈا/پیپکو کی قابل وصولی رقوم شامل ہیں (**شکل 4.11**)۔[32]

توانائی کے بعد پیٹرولیم مصنوعات پر کافی سبسڈی دی گئی؛ جس میں صنعتی شعبے، گھریلو صارفین کی سبسڈی اور شرح مبادلہ کے خسارے کی وجہ سے پی ایس او کو ادائیگی شامل تھی۔ صنعتی شعبہ پیٹرولیم اور گیس سبسڈی کا سب سے بڑا وصول کنندہ رہا، جس میں سبسڈی والی ایل این جی اور بجلی اور صنعتی سپورٹ پیکیج (آئی ایس پی) میں توسیع شامل ہے۔[33]

مزید برآں، حکومت نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں 44 ارب روپے کی سبسڈی فراہم کی، خاص طور پر فرٹیلائزر پر (19 ارب روپے)، میرا پاکستان میرا گھر اسکیم کے مارک اپ پر (10 ارب روپے)، کسانوں کے لیے خطرات

شکل4.9الف: سودی ادائیگیاں

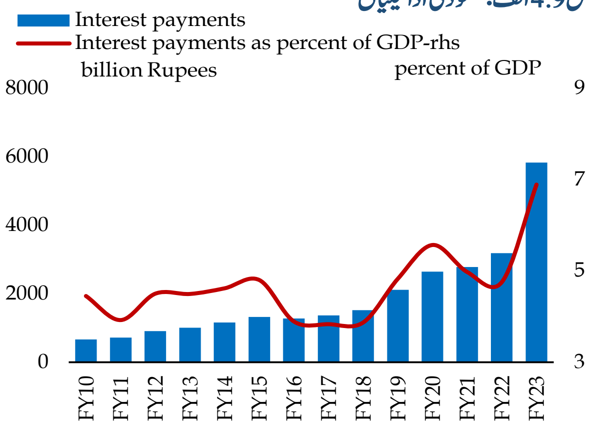

Source: Ministry of Finance

شکل4.9 ب: بلحاظِ سہ ماہی سودی ادائیگیاں

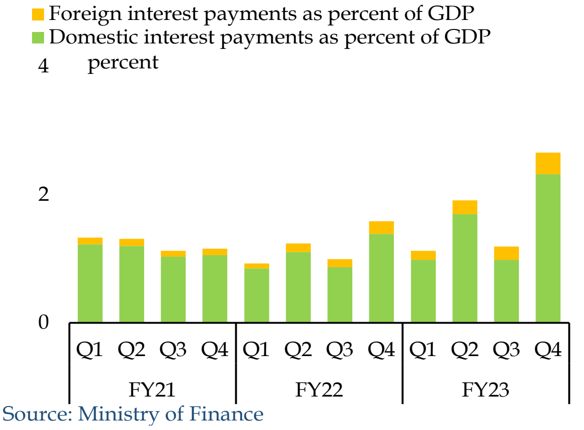

Source: Ministry of Finance

[30] تفصیلات کے لیے دیکھیے، باب 5، ملکی اور بیرونی قرضے۔

[31] مجموعی زراعانت کا ہدف 644 ارب روپے مقرر کیا گیا، جس میں سے گردشی قرضے کے تصفیے سمیت 463 ارب روپے بجلی کے شعبے کے لیے مختص کیے گئے۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران بجلی کے شعبے کو 870 ارب روپے موصول ہوئے۔ ہدف سے اس بڑے انحراف کا سبب گردشی قرضے کی بلند سطح اور مالیاتی پیکج کے تحت کی گئی ادائیگیاں تھیں۔

[32] شکل 4.11 جولائی تا مارچ کی مدت کے ڈیٹا پر مبنی ہے۔

[33] وافر دستیاب بجلی کی طلب پیدا کرنے اور صنعتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے حکومت نے نومبر 2020ء میں آئی ایس پی اسکیم کا اعلان کیا تھا۔ اس اسکیم کے تحت صنعتی صارفین کے لیے پیک اور آف پیک ٹیرف اسٹرکچر کو ابتدائی طور پر نومبر 2020ء سے اپریل 2020ء کے آخر تک ختم کر دیا گیا تھا۔ تاہم توانائی کی زیادہ طلب کی وجہ سے پیکج کو پہلے جون 2022ء اور پھر اکتوبر 2023ء تک بڑھایا گیا۔ (ماخذ: نیپرا (2021)، اسٹیٹ آف انڈسٹری رپورٹ)

مالیاتی پالیسی

سے آگاہی اور مارک اپ سبسڈی اسکیم پر (3 ارب روپے) اور ربیع کی فصلوں پر مارک اپ سبسڈی (8 ارب روپے)۔

شکل 4.10: وفاقی سبسڈیز اور گرانٹس کا ہدف بمقابلہ حقیقی تخمینے

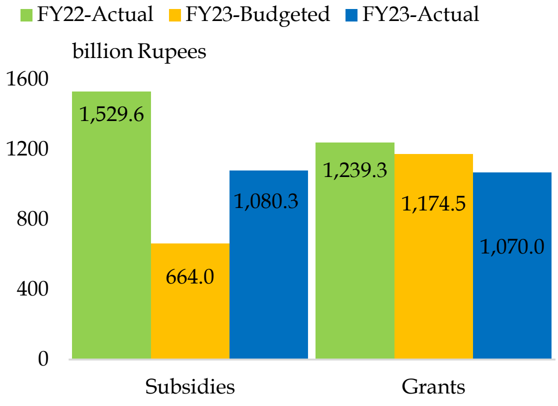

Source: Ministry of Finance

شکل 4.11: وفاقی سبسڈیز کی تقسیم

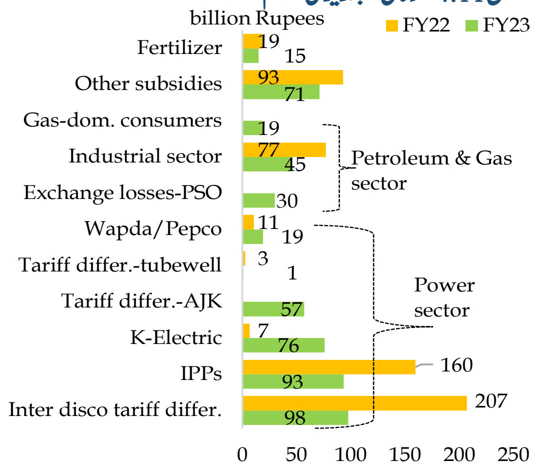

Source: Ministry of Finance

اسی طرح، مالی سال 23ء میں مجموعی گرانٹس 1070.0 ارب روپے ریکارڈ کی گئیں جو مالی سال 22ء کے 1239.3 ارب روپے سے 13.7 فیصد کم ہیں **(شکل 4.12)**۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) وفاقی گرانٹس کا بڑا وصول کنندہ برقرار رہا، اس کے بعد امکانی واجبات، دیگر گرانٹس اور ایچ ای سی کو زیادہ گرانٹس دی گئیں۔

مالی سال 23ء میں بی آئی ایس پی کو 360 ارب روپے کے بجٹ کے مقابلے میں 408 ارب روپے موصول ہوئے۔ 2022ء کے دوران سیلاب سے متاثرہ 2.72 ملین خاندانوں کی ہنگامی نقد امداد کے لیے بی آئی ایس پی کے ذریعے 70 ارب روپے تقسیم کیے گئے۔[34] نقد معاونت پروگرام کے تحت حکومت نے فی کنبہ 25 ہزار روپے کی ہنگامی مالی معاونت فراہم کی۔[35] مزید برآں، بی آئی ایس پی پروگرام میں غیر مشروط نقد منتقلی (یو سی ٹی) اور مشروط نقد منتقلی (سی سی ٹی) پروگراموں کے تحت جاری اسکیموں کا بھی احاطہ کیا گیا۔

شکل 4.12: وفاقی گرانٹس کی تقسیم

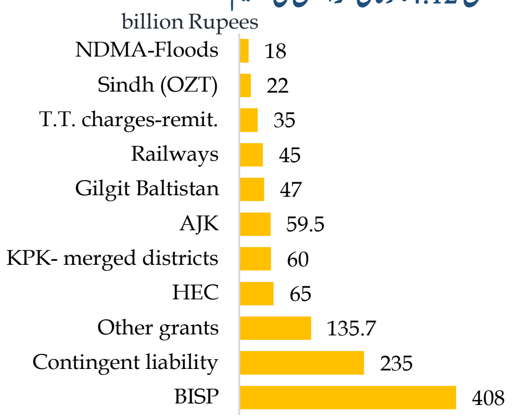

Source: Ministry of Finance

بے نظیر کفالت کے تحت، جو ایک بڑا یو سی ٹی پروگرام ہے،[36] حکومت نے مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں تقریباً 7.7 ملین خاندانوں کو 7 ہزار روپے فی کنبہ نقد معاونت فراہم کی جسے بعد میں مہنگائی کے حساب سے رد وبدل کر کے 8750 روپے کر دیا گیا اور اس کا اطلاق یکم جنوری 2023ء سے ہوا۔ قومی سماجی و اقتصادی رجسٹری (این ایس ای آر) کے تازہ ترین ڈیٹا بیس کی بنیاد پر یو سی ٹی کفالت پروگرام کی کوریج 9 ملین خاندانوں تک بڑھا دی گئی تھی۔ مالی سال 23ء کے جولائی تا مارچ کے عرصے میں سی سی ٹی کے ایک بڑے پروگرام،

[34] ابتدائی طور پر حکومت نے 28 ارب روپے کے پیکج کا اعلان کیا تھا جسے بڑھا کر 70 ارب روپے کر دیا گیا تھا۔ (ماخذ: ایم او ایف پریس ریلیز، 30 اگست، 2022ء (پی آر نمبر 106)

[35] ماخذ: بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام۔ www.bisp.gov.pk/

[36] 2008ء میں شروع ہونے والے "بے نظیر کفالت پروگرام" کا مقصد مستحق خاندانوں کو نقد امداد کی فراہمی کے ذریعے غریبوں بالخصوص خواتین کو سست معاشی نمو، غذائی بحران اور مہنگائی کے منفی اثرات سے بچانا ہے۔

جدول 4.9: سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام، اہداف اور اجرا کا موازنہ

ارب روپے

وزارت / ڈویژن	پی ایس ڈی پی اختصاص	اخراجات			
		جولائی-مئی	اختصاص کا فیصد	جولائی-جون	اختصاص کا فیصد
صوبے اور خصوصی علاقے (سابقہ ایف ڈی / کے اے اور جی بی کے ماتحت)	128.8	61.0	47.4	100.5	78.0
نیشنل ہائی وے اتھارٹی	99.2	62.1	62.6	114.8	115.7
آبی وسائل ڈویژن	102.6	80.6	78.6	115.5	112.6
کابینہ ڈویژن	116.1	64	55.1	93.4	80.5
ہائیر ایجوکیشن کمیشن	44.7	30.5	68.2	43.0	96.2
این ٹی ڈی سی / پیپکو	50.1	89.5	178.5	116.7	232.7
منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات ڈویژن	5.4	2.8	52.1	4.4	82.4
ریلویز ڈویژن	26.1	25.3	96.9	25.3	97.0
ہاؤسنگ اینڈ ورکس ڈویژن	22.9	11.2	48.8	22.2	96.9

ماخذات: پی ایس ڈی پی 23-2022، خلاصہ بہ لحاظ وزارت / ڈویژن (جولائی-مئی اور جولائی-جون، 2023)، منصوبہ بندی کمیشن وزارت منصوبہ بندی، ترقیات اور خصوصی اقدامات

'بے نظیر تعلیمی وظائف' اسکیم کے ذریعے بی آئی ایس پی کے استفادہ کنندگان کے بچوں کے لیے 23.4 ارب روپے تقسیم کیے گئے۔[37]

بی آئی ایس پی کے علاوہ حکومت نے غیر بجٹ شدہ پاکستان تخفیف غربت فنڈ (پی پی اے ایف) پروگرام بھی چلایا۔ اس پروگرام کے تحت بڑی اسکیموں میں سے ایک سود سے پاک قرضہ (آئی ایف ایل) پروگرام تھا جو غریب اور پسماندہ گھرانوں کے چھوٹے کاروباروں کو فنڈز فراہم کرتا ہے۔

تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ

مالی سال 23ء کے دوران پنشن اور سول حکومت کے امور چلانے کے اخراجات دونوں میں نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ مالی سال 22ء میں حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین کے لیے اعلان کردہ ریلیف سے اسے کافی تحریک ملی۔ جولائی 2022ء میں حکومت نے تمام وفاقی ملازمین اور خود مختار و نیم خود مختار اداروں اور کارپوریشنز کے ملازمین کے لیے 15 فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس کا اعلان کیا تھا۔ اس کے ساتھ حکومت نے سول سرونٹس بی پی ایس-1 تا بی پی ایس-21 کی تنخواہوں کے اسکیل میں بھی اضافہ کیا۔[38] مزید بر آں، بی پی ایس-1 تا بی پی ایس-16 کے سول ملازمین کو خصوصی الاؤنس سے بھی نوازا۔[39] تنخواہوں میں اضافے کی طرح مالی سال 23ء میں پنشن میں بھی 15 فیصد اضافہ کیا گیا جس سے اخراجات 666.3 ارب روپے تک پہنچ گئے اور اس نے اخراجاتِ جاریہ میں بھی اضافہ کیا۔[40]

وفاقی ترقیاتی اخراجات

مالی سال 23ء میں وفاقی ترقیاتی اخراجات میں 33.1 فیصد کا تیزی سے اضافہ ہوا وفاقی پی ایس ڈی پی کے تحت زیادہ تقسیم کی عکاسی کرتا ہے جبکہ مالی سال 22ء میں 16.4 فیصد کمی ہوئی تھی۔ مالی سال 23ء میں جی ڈی پی کے لحاظ سے گذشتہ برس کی نسبت پی ایس ڈی پی کے اجرا میں 0.8 فیصد کے مقابلے میں 0.9 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا۔

بڑھتے ہوئے مالیاتی عدم توازن اور بڑھتی ہوئی سبسڈیز، گرانٹس اور سود کی ادائیگیوں کی وجہ سے وفاقی ترقیاتی اخراجات گزشتہ چند سالوں کے دوران

---

[37] بی آئی ایس پی کے مطابق بے نظیر تعلیمی وظائف اسکیم ابتدائی طور پر نومبر 2012ء میں پانچ اضلاع میں شروع کی گئی تھی۔ کوریج کو آہستہ آہستہ بڑھایا گیا اور 2020ء میں ملک کے تمام اضلاع کا احاطہ کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت بی آئی ایس پی کے لیے اہل گھرانوں کے بچوں کو سہ ماہی وظیفہ (جنس، عمر اور تعلیم کی سطح کے لحاظ سے) فراہم کیا جاتا ہے جس میں 70 فیصد حاضری کے ساتھ اسکول میں داخلے کی شرط ہوتی ہے۔ جون 2023ء تک ایک کروڑ 20 لاکھ بچوں کو اس اسکیم میں شامل کیا جا چکا ہے اور 63 ارب 30 کروڑ روپے تقسیم کیے جا چکے ہیں۔

[38] آفس میمورنڈم ایف نمبر 1(2) ایل ایم پی / 2022-283، تاریخ یکم جولائی 2022ء، ریگولیشنز ونگ، فنانس ڈویژن

[39] آفس میمورنڈم ایف نمبر 9(7) آر-1 / 2014-62 / 2023، تاریخ 14 فروری 2023ء، ریگولیشنز ونگ، فنانس ڈویژن

[40] آفس میمورنڈم نمبر۔ ایف 4(1) ریگ 6 / 2022-486، تاریخ یکم جولائی 2022ء، ریگولیشنز ونگ، فنانس ڈویژن

بجٹ کی رقم سے مسلسل کم رہے ہیں۔[41] مالی سال 22ء کے برعکس، جب پی ایس ڈی پی کا ہدف پچھلے دو سالوں کے مقابلے میں زیادہ تھا، حکومت نے مالی سال 23ء کے لیے کم ہدف کا تخمینہ لگایا(**شکل 4.13**)۔

شکل 4.13: وفاقی پی ایس ڈی پی، میزانیہ اور حقیقی اخراجات کا موازنہ

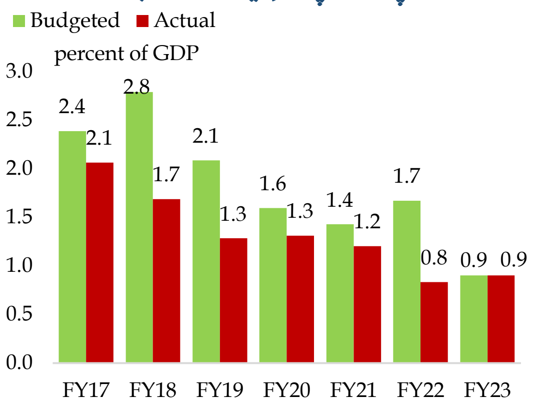

Source: Ministry of Finance

مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی پی ایس ڈی پی کا اجرا گزشتہ سال کے مقابلے میں کم رہا، جو پہلی سہ ماہی میں 10 فیصد، دوسری سہ ماہی میں 20 فیصد، تیسری سہ ماہی میں 30 فیصد اور چوتھی سہ ماہی میں 40 فیصد فنڈز مختص کرنے کی حکمت عملی کے مطابق تھا۔ مزید برآں، جاری پی ایس ڈی پی منصوبوں کو کچھ عملی رکاوٹوں کا بھی سامنا کرنا پڑا جن میں مشینری کی درآمد کے لیے لیٹر آف کریڈٹ (ایل سیز) کھولنے میں مشکلات بھی شامل ہیں۔[42]

فنڈز کے اجرا کی رفتار اس وقت مزید سست ہو گئی جب حکومت نے تباہ کن سیلاب سے نمٹنے کے لیے محدود مالیاتی گنجائش اور بیرونی مدد کے سبب ترقیاتی منصوبوں سے فنڈز سیلاب سے بچاؤ کی سرگرمیوں کے لیے مختص کیے۔ اس طرح مالی سال 23ء کے دوران مختص بجٹ 727 ارب روپے کے مقابلے میں وفاقی پی ایس ڈی پی کی تقسیم 499.8 ارب روپے رہی۔[43]

مالی سال 23 میں تقریباً 164 منصوبے مکمل ہوئے۔ بجٹ 23-2022ء میں جن بڑے ترقیاتی منصوبوں کا ذکر کیا گیا ان میں شامل ہیں: i) خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع میں جاری ترقیاتی منصوبے؛ ii) سڑکوں اور بنیادی ڈھانچے کی تعمیر خاص طور پر موٹر وے سیکشنز؛ بڑے ڈیمز بشمول دیامیر بھاشا اور مہمند ڈیم؛ اور iv) بجلی کے منصوبے، جیسے جامشورو میں کوئلے سے چلنے والے پاور پروجیکٹ کی تنصیب اور این ٹی ڈی سی سسٹم کی ٹرانسمیشن استعداد میں اضافہ وغیرہ۔ وزارت کے لحاظ سے مختص رقم اور اخراجات کی اصل صورتِ حال کا موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مئی 2023ء تک زیادہ تر وفاقی وزارتوں اور دیگر اداروں کو مقررہ ہدف سے کم رقم ملی، اصل ادائیگی جون 2023ء میں تیزی سے بڑھی (**جدول 4.9**)۔

شکل 4.14: صوبائی فاضل

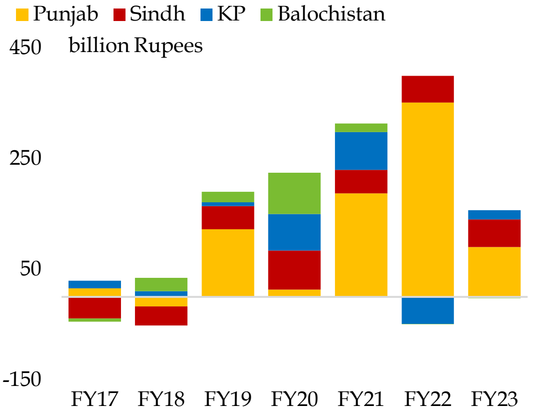

Source: Ministry of Finance

4.4 صوبائی مالیاتی آپریشنز

مالی سال 23ء میں صوبائی مالیاتی کھاتوں میں خرابی دیکھی گئی۔ مجموعی طور پر صوبائی زرِ فاضل (سرپلس) مالی سال 22ء کے دوران 351.0 ارب روپے (جی ڈی پی کا 0.5 فیصد) سے کم ہو کر مالی سال 23ء میں 154.6 ارب روپے (جی ڈی پی کا 0.2 فیصد) رہ گیا۔ زرِ فاضل مالی سال 23ء کے لیے 750 ارب روپے کے ہدف کے صرف 20.6 فیصد تک پہنچ سکا۔[44]

[41] پی ایف ایم اصلاحات میں شامل ہیں: (i) بجٹ مینجمنٹ؛ (ii) ترقیاتی منصوبے، دیکھ بھال اور سرکاری اثاثوں کا استعمال؛ (iii) پبلک فنانس مجموعی فنڈ اور پبلک اکاؤنٹ کا کنٹرول؛ (iv) خزانے کا انتظام؛ (5) خصوصی مقاصد کے فنڈز؛ (6) اکاؤنٹنگ اور رپورٹنگ؛ (vii) سرکاری ادارے؛ (viii) غیر ٹیکس محاصل؛ اور (ix) قواعد بنانے میں آسانی اور اختیار

[42] تفصیلات کے لیے باب 6 ملاحظہ کیجیے

[43] پلاننگ کمیشن آف پاکستان

[44] مالی سال 23ء کے بجٹ میں 31.6 فیصد اضافے کے ساتھ 750.0 ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو گزشتہ سال 570.0 ارب روپے تھا۔

صوبہ وار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران صوبائی زرفاضل مجموعی طور پر سکڑنے میں پنجاب کا سب سے زیادہ حصہ تھا جبکہ بلوچستان نے خسارہ ریکارڈ کیا۔ اس کے برعکس، سندھ اور کے پی نے مالی سال 23ء کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ زرفاضل پیدا کیا (**شکل 4.14**)۔ صوبائی زرفاضل میں کمی بنیادی طور پر محصولات میں سست نمو اور بلند اخراجاتِ جاریہ کی وجہ سے آئی (**جدول 4.10** اور **شکل 4.15**)۔

شکل 4.15: صوبائی آمدنی واخراجات

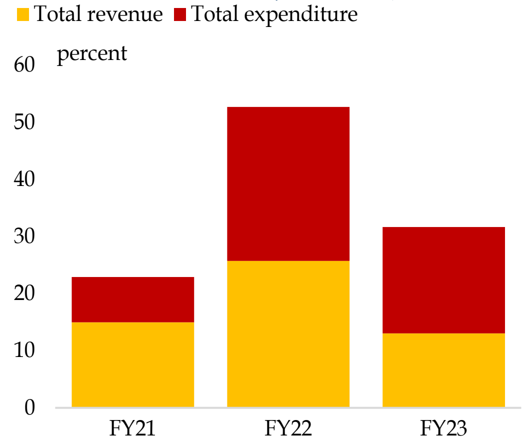

Source: Ministry of Finance

شکل 4.16: صوبوں کی اپنی آمدنی کے اہم ذرائع

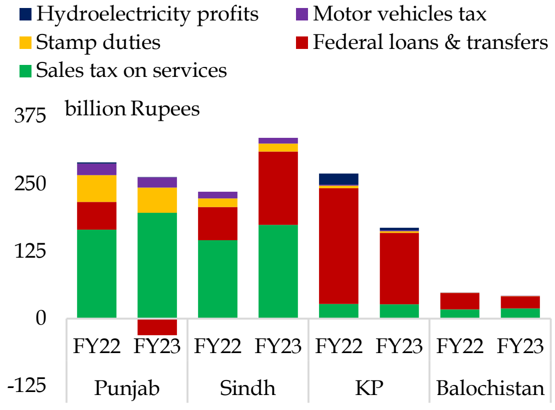

Source: Ministry of Finance

صوبائی محصولات

مالی سال 23ء میں صوبائی محصولات میں نمو کم ہو کر 13.1 فیصد رہ گیا جو گذشتہ سال 25.7 فیصد تھا۔ اس سست روی کی وجہ وفاقی محصولات میں صوبوں کا حصہ کم ہونا اور صوبوں کے اپنے محصولات میں کمی ہے۔

مالی سال 23ء میں صوبائی محصولات میں 10.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 12.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ صوبوں کی اپنی آمدنی میں سست روی ٹیکس محصولات کی وجہ سے ہوئی، یہ مالی سال 2023ء میں 6.1 فیصد اضافے کے ساتھ 649.6 ارب روپے رہی جو گذشتہ سال 612.4 ارب روپے تھی۔ ٹیکسوں کے مختلف ذرائع میں خدمات پر سیلز ٹیکس نے سب سے زیادہ حصہ ڈالا، اس کے بعد دیگر ٹیکسز اور اسٹامپ ڈیوٹیز کا نمبر آتا ہے۔ صوبوں کے اندر تقریباً 46 فیصد ٹیکس پنجاب، 44 فیصد سندھ، 6.4 فیصد کے پی اور 4.0 فیصد بلوچستان نے جمع کیا (**شکل 4.16**)۔

شکل 4.17: صوبائی اخراجات کی تفصیل

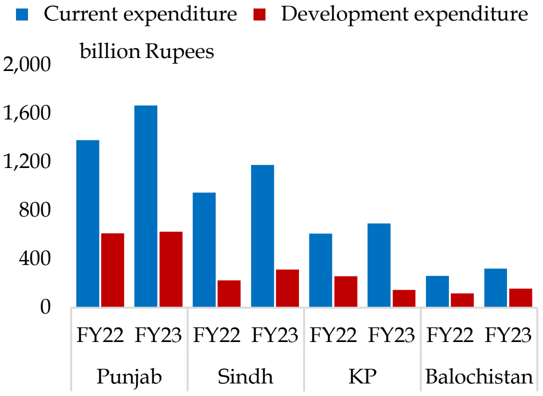

Source: Ministry of Finance

مالی سال 23ء کے دوران صوبائی ٹیکس وصولیوں کی نمو میں کمی کی وجہ صوبوں کے متعلقہ بجٹ میں اعلان کردہ مختلف ٹیکس ریلیف اقدامات ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر 30 سے زائد شعبوں کے لیے خدمات پر سیلز ٹیکس کی کم شرح میں توسیع اور پنجاب میں برقی گاڑیوں پر رجسٹریشن اور ٹوکن ٹیکس سے استثنٰی۔ اس کے علاوہ سندھ کی جانب سے مالی سال 23ء کے بجٹ میں کسی نئے ٹیکس کا اعلان نہیں کیا گیا جبکہ کاٹن فیس، پروفیشنل ٹیکس اور انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی کی وصولی پر خصوصی التوا عائد کیا گیا۔ سندھ نے برآمدی شعبے کو سندھ انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس سے مستثنیٰ قرار دے دیا، کیبل ٹی وی آپریٹرز کی جانب سے فراہم کی جانے والی خدمات پر لیوی کی شرح کم کردی اور کمیشن چارجز کے لیے سندھ سیلز ٹیکس (ایس ایس ٹی) 13 فیصد سے کم کر کے 8 فیصد کردیا۔ کے پی نے مالی سال 23ء میں مختلف ٹیکسوں اور فیسوں پر بھی ریلیف فراہم کیا، جس میں موٹر گاڑیوں کی پہلی بار رجسٹریشن پر ایکسائز ڈیوٹی میں 20 فیصد چھوٹ، اور کیپٹل ویلیو ٹیکس (سی وی ٹی) اور رجسٹریشن فیس سے مکمل استثنٰی کے ساتھ صفر ٹیکس آن لینڈ شامل ہے۔

مالی سال 23ء میں صوبائی غیر ٹیکس محصولات میں 29.3 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جبکہ گذشتہ سال اس میں 14.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر محکمہ جنگلات کی وصولیوں سمیت دیگر غیر ٹیکس ذرائع سے ہوا۔ اس کے برعکس، بڑے غیر ٹیکس وسائل، کے پی کو پن بجلی کے منافع کی منتقلی مالی سال 23ء میں صرف 4.9 ارب روپے رہی جو گذشتہ سال کے دوران 21.0 ارب روپے تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وفاقی گرانٹس اور قرضوں کا زیادہ تر حصہ سندھ میں غذائی سرگرمیوں کی مالی اعانت کے لیے استعمال کیا گیا۔

صوبائی اخراجات

صوبائی اخراجات میں اضافہ بھی مالی سال 23ء کے دوران کم ہو کر 18.6 فیصد رہ گیا جو مالی سال 22ء میں 27.0 فیصد تھا۔ اس کمی کی وجہ ترقیاتی اخراجات میں سست نمو تھی جبکہ اخراجاتِ جاریہ میں تیزی سے اضافہ ہوا (**شکل 4.17**)۔

مالی سال 2022ء کے 12.5 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 23ء میں اخراجاتِ جاریہ میں 20.6 فیصد اضافہ ہوا جس کی بڑی وجہ متعلقہ صوبوں کی تنخواہوں اور پنشن اخراجات سمیت انتظامیہ اور مقننہ کے اداروں کے مالی اور مالیاتی امور پر اخراجات میں اضافہ ہے۔ تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کی وجہ مختلف صوبوں کی جانب سے مالی سال 23ء کے بجٹ میں ملازمین کو خصوصی ایڈہاک ریلیف اور تفاوت الاؤنس دینا ہے۔ مالی سال 23ء میں امن عامہ اور تحفظ کے امور میں

شکل 4.18: مالی سال 2023ء میں ترقیاتی اخراجات کی ترجیحات (صوبائی ترقیاتی اخراجات میں فیصد حصہ)

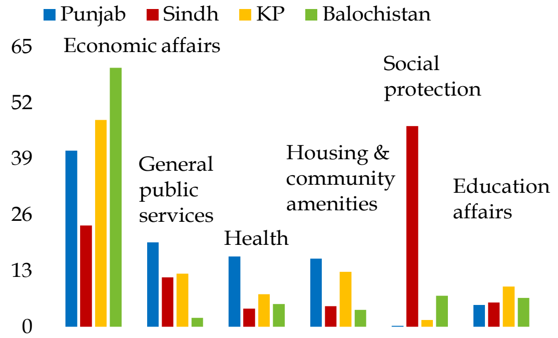

Source: Ministry of Finance

13.3 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر گذشتہ برس کے مقابلے میں محکمہ پولیس کے لیے 15.5 فیصد زیادہ فنڈز مختص کرنے کی وجہ سے ہوا۔

صوبائی ترقیاتی اخراجات میں مالی سال 23ء میں صرف 2.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 58.0 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ خیبر پختونخوا میں خاصی کمی دیکھی گئی جبکہ پنجاب اور سندھ نے بھی ترقیاتی اخراجات کی رفتار قابو میں رکھی۔ ترقیاتی اخراجات میں سب سے زیادہ زور اقتصادی امور پر رہا کیونکہ فنڈز خاص طور پر پنجاب، کے پی اور بلوچستان میں تعمیرات اور ٹرانسپورٹ کے شعبے میں جاری منصوبوں کی مالی اعانت کے لیے استعمال کیے گئے۔ سندھ میں، صوبائی وسائل کا رخ سماجی تحفظ اور زراعت اور متعلقہ شعبوں کی طرف موڑ دیا گیا (**شکل 4.18**)۔

جدول 4.10: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے؛ فیصد

	مالیت		نمو	
	مالی سال 2022ء	مالی سال 2023ء	مالی سال 2022ء	مالی سال 2023ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب+ج)	**4,687.5**	**5,299.4**	**25.7**	**13.1**
الف۔ وفاقی آمدنی میں صوبوں کا حصہ	3,589.0	4,223.5	30.9	17.7
ب۔ وفاقی قرضے اور رقوم کی منتقلی	357.8	260.5	9.3	-27.2
ج۔ صوبوں کی اپنی آمدنی	740.7	815.4	12.5	10.1
ٹیکس	612.4	649.6	20.5	6.1
نان ٹیکس	128.3	165.9	-14.6	29.3
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**4,336.5**	**5,144.8**	**27.0**	**18.6**
الف۔ جاریہ	3,200.8	3,859.6	12.5	20.6
ب۔ ترقیاتی	1,216.6	1,241.0	57.9	2.0
ج۔ شماریاتی تفرق	-80.9	44.2	17.1	-154.6
مجموعی رقم (الف-ب)	**351.0**	**154.6**	33.3	-56.0

ماخذ: وزارت خزانہ